قادیانی جماعت کی سالانہ رپورٹ

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

قادیانی جماعت ہر سال پاکستان میں قادیانیوں کے حوالے سے ایک سالانہ رپورٹ جاری کرتی ہے۔ یہ رپورٹ آزاد ذرائع سے حاصل کردہ معلومات کی بجائے قادیانی جماعت کے اپنے ذرائع پر مبنی اعداد و شمار سے تیار کی جاتی ہے اور پھر اِسے ملکی اور غیر ملکی میڈیا کو جاری کردیا جاتا ہے۔ حال ہی میں 2011ء کے حالات وواقعات پر مشتمل ایسی ہی ایک رپورٹ منظرِ عام پر آئی ہے۔ جسے قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین نے 2/مئی 2012ء کو چناب نگر سے جاری کیا ہے۔ رپورٹ کا مکمل متن قادیانیوں کے ترجمان ہفت روزہ ''لاہور'' کی 5/مئی 2012ء کی اشاعت میں شامل کیا گیا ہے۔

رپورٹ میں گزشتہ سال کے دوران پاکستان میں حکومت اور پاکستانی مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانیوں کے ساتھ ''ناروا سلوک''، ''ظلم وستم'' اور قادیانیوں کے خلاف ''نفرت وتشدد'' کی کھلے عام تشہیر کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ملک بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت پھیلانے والے پمفلٹس، بینرز، سٹیکرز اور کیلنڈرز تقسیم کیے گئے۔ لوگوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف بائیکاٹ پر اُکسایا گیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ احمدیوں کے حوالے سے کی گئی امتیازی قانون سازی کی بناء پر حکومت نے انتہا پسندوں کے خلاف گھٹنے ٹیک دیے ہیں۔ رپورٹ میں 1984ء کے قانون امتناع قادیانیت کو اِمتیازی قانون اور اِسے پاکستان کے آئین کی روح کے منافی قرار دیتے ہوئے اِس قانون کو اَحمدیوں کے تمام حقوق کے منافی قرار دیا گیا ہے۔ گزشتہ سال کے دوران قادیانیوں پر قاتلانہ حملے، قتل اور قادیانیوں کو تشدد کا نشانہ بنانے کے اعداد و شمار بھی اس مختصر رپورٹ کے اہم مندرجات ہیں۔

قادیانیوں کی یہ رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ انہیں پاکستان کے امتیازی قوانین کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے اور وہ اِس کی بنیاد 1984ء میں صدر ضیاء الحق کے جاری کردہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کو بتاتے ہیں کہ جسے بعد میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے منظور کرکے قانون کا درجہ دے دیا تھا۔ اس قانون کے تحت قادیانی اسلامی شعائر استعمال کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ کوئی قادیانی مرزا قادیانی کے جانشینوں یا ساتھیوں کو امیر المومنین یا صحابہ، اس کی بیوی کو ام المومنین، اس کے خاندان کے افراد کو ''اہل بیت'' اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتا، قادیانی مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے عقیدے کی تبلیغ نہیں کرسکتا اور اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

جب تک کوئی بھی فرد اِس قانون کی منظوری کے پس منظر اوراس کے اصل محرکات سے واقف نہ ہو، اس وقت تک وہ قادیانیوں کے یک طرفہ پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر اس قانون کو امتیازی اور متعصّبانہ قانون کے مترادف سمجھے گا۔اس قانون کے پس منظر کو سمجھنے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے ماضی کے اوراق پلٹنے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ قادیانی گروہ ہی ہے کہ جس نے ابتدا میں ہی اپنے آپ کو امت مسلمہ سے الگ کرلیا تھا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے جب 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو گویا اس نے اپنے اس دعوے کے ساتھ ہی اپنے پیروکاروں کو امت مسلمہ کے مجموعی دھارے (MAIN STREAM) سے الگ کرلیا تھا، کیونکہ علامہ اقبالؒ کے بقول نیا نبی تسلیم کر لینے سے امت بھی بدل جاتی ہے۔اس لیے قادیانی اسلام کے دائرے سے خود ہی نکل گئے، دراصل ختم نبوت اسلام کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امت محمدیہ میں جو پہلا اجماع ہوا تھا، وہ اسی مسئلہ پر ہوا تھا کہ جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، اس کو قتل کر دیا جائے۔اسی کے پیش نظر مدعیٔ نبوت مسیلمۂ کذاب کے خلاف سیّدنا ابوبکر صدیقؓ نے لشکر کشی فرمائی تھی اور مسیلمۂ کذاب کو قتل کر دیا گیا تھا۔

مرزا قادیانی نے آگے چل کر مسلمانوں اور قادیانیوں میں مزید حد فاصل کھینچ دی اور اپنے ماننے والوں یعنی قادیانیوں کے سوا تمام لوگوں یعنی مسلمانوں کو نہ صرف کافر، بلکہ اولا دالزنا کے القابات دیے۔حوالہ کے لیے دیکھیے مرزا کی کتاب ''آئینۂ کمالات'' صفحہ 548 ''روحانی خزائن''، جلد 5 صفحہ 548۔علامہ محمد اقبال نے اپنے اس شعر میں اِسی طرف اشارہ کیا ہے کہ

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ مومنِ پارینہ ہے، کافر

تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے بعد مسلمانوں سے میل جول رکھنے، رشتے ناطے کرنے، مسلمانوں کی اقتدا میں نماز ادا کرنے اور اُن کے جنازے، چاہے وہ معصوم بچوں کے ہی کیوں نہ ہوں، پڑھنے سے قادیانیوں کو روک دیا گیا۔ جو اُن کا مسلمانوں سے اپنی راہیں الگ کرنے کا ابتدائیہ تھا۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی قادیانی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور وہ دھڑلے سے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلانے پر مصر رہے اور اسلامی شعائر کو بے دریغ استعمال کرنے اور اپنی تبلیغ کرنے اور ارتداد پھیلانے سے نہ رکے تو مسلمانوں نے اُن کی اس فریب دہی اور دھوکے بازی کو ظاہر کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام کی قیادت میں اُن کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر دیا اور امت مسلمہ پر اُن کے اسلام سے متصادم عقائد و نظریات آشکارا کر کے یہ حقیقت عیاں کر دی کہ قادیانی امت مسلمہ کا ایک فرقہ نہیں، بلکہ وہ ایک الگ مذہب کے حامل اور قادیانی گروہ ہے۔قادیانی مسلمان بن کر عالم اسلام کو دھوکے میں مبتلا کیے ہوئے تھے اور بالخصوص پاکستان اُن کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔اس لیے مسلمانوں کے دیرینہ مطالبے کی تکمیل پہلے ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں ہوئی۔جب

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کی توثیق کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور پھر 26 اپریل 1984ء کو صدر محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکنے کے احکامات جاری کر دیے۔ یہ پاکستان کی تاریخ کے زریں دستوری فیصلے تھے کہ جن کے اثرات پوری دنیا پر پڑے اور ہر خطے میں قادیانیوں کا تشخص واضح ہوتا چلا گیا۔

یہ عجیب بات ہے کہ قادیانیوں نے خود کو اُمت مسلمہ سے الگ کر کے اپنی علیحدہ حیثیت خود متعین کی اور جب اُن کی اس حیثیت کو پاکستان کے دستور میں طے کر دیا گیا تو اب وہ اسے تسلیم کرنے کی بجائے اس دستوری حیثیت کو امتیازی قانون سے تعبیر کر کے اپنی نام نہاد مظلومیت کا ڈرامہ رچاتے ہیں۔ قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم تصور نہیں کرتے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ اس طرح وہ دستوری فیصلہ کو تسلیم نہ کر کے آئین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ ووٹر لسٹوں میں بھی بحیثیت غیر مسلم اپنا اندراج نہیں کراتے اور اپنا عقیدہ چھپا کر اکثریت یعنی مسلمانوں کے تمام حقوق کو غصب کرنے میں مصروف ہیں۔ چاہے وہ ملازمتیں ہوں یا دیگر مراعات۔ جھگڑا تب پیدا ہوتا ہے، جب ایک فریق غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے دوسرے فریق کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور پھر اپنی مظلومیت کا واویلا بھی کرتا ہے۔ اگر قادیانی اپنی دستوری حیثیت کو مان لیں تو وہ اقلیتوں کو حاصل تمام سہولیات اور حقوق سے نفع اٹھا سکتے ہیں اور امن و امان کے مسائل بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

قادیانی رپورٹ میں مسلمانوں کے قادیانیوں پر ''مظالم'' کا تذکرہ بڑی شدومد سے کیا گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس رپورٹ میں حقیقت کے اظہار سے زیادہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے اور بالفرض اس کو مان بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ حقیقت اپنی جگہ پر بدستور باقی رہتی ہے کہ قادیانیوں کو درپیش مسائل کی بنیادی وجہ خود قادیانی ہی ہیں۔ اگر وہ اپنی دستوری حیثیت کے دائرۂ کار تک محدود رہتے تو انہیں کبھی مسلمانوں سے شکایت پیدا نہ ہوتی۔ مسلمانوں نے تو اب تک ان کے ساتھ رواداری کی انتہا کی ہے، لیکن اس کے برعکس قادیانی جماعت شروع سے ہی دہشت گردانہ پالیسی پر شدت سے کاربند رہتی چلی آ رہی ہے۔ مرزا قادیانی کے جانشین مرزا بشیر الدین کا دور بدترین دہشت گردی سے ملوث رہا ہے۔ اُس کے زمانہ میں قادیان کے مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں پر بے پناہ مظالم توڑے گئے اور یہ شدت پسندی صرف ان غیر مذاہب تک ہی محدود نہ رہی، بلکہ خود قادیانی بھی اس منتقمانہ پالیسی کا شکار ہوئے۔ عبدالکریم مباہلہ، مظہر الدین ملتانی اور عبدالرحمٰن مصری جیسے مخلص قادیانی، قادیانی جماعت کے قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنے۔ عبدالکریم اور مصری کو قادیان چھوڑنا پڑا اور مظہر الدین ملتانی قاتلانہ حملے کے بعد قادیان میں ہی دم توڑ گیا تھا۔ قادیانیوں کے ایک رہنما محمد علی (لاہوری) نے مرزا بشیر الدین سے اختلاف کی جسارت کی تو اُسے اپنے ساتھیوں سمیت قادیان بدر ہو کر لاہور میں پناہ گزین ہونا پڑا تھا۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران قادیانیوں نے فوجی وردیاں پہن کر ختم نبوت کے پروانوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دیے تھے اور وہ بھی

قادیانی ہی تھے کہ جنھوں نے 1974ء میں ربوہ (چناب نگر) سے گزرنے والی ٹرین پر حملہ کر کے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے درجنوں طلباء کو شدید زدوکوب سے زخمی کر دیا تھا اور یہی خونچکاں واقعہ تحریک ختم نبوت کی اساس بن گیا تھا۔

قادیانی ترجمان سلیم الدین نے 2011ء میں قادیانیوں پر ہونے والے ''مظالم'' کی دہائی دی ہے، لیکن انھیں چناب نگر کے مسلمان صحافی رانا ابرار شہید کا چناب نگر کے بازار میں 15/مارچ 2011ء کو دِن دیہاڑے مظلومانہ قتل عمداً یاد نہ رہا اور وہ اس شہید صحافی کا ذکر کرتے بھی کیسے، کیونکہ رانا ابرار، قادیانی جماعت کے چناب نگر میں قائم متوازی عدالتی نظام اور بلوچستان میں قادیانی شہر بسانے کے منصوبوں کے حوالے سے قادیانی سازشوں کو دلیری سے میڈیا کے ذریعے بے نقاب کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں قادیانیوں کے مظالم سے تنگ آ کر خود قادیانی عوام بھی چناب نگر کے ایک قادیانی احمد یوسف کی قیادت میں بغاوت پر اُتر آئے۔ چونکہ چناب نگر میں قادیانیوں نے ریاست کے اندر ریاست بنا رکھی ہے۔ اس لیے انھوں نے تمام سرکاری محکموں کی طرح اپنے محکمہ جات قائم کیے ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک سرکاری عدالتوں کے متوازی قادیانی عدالتوں کا نظام بھی ہے۔ چودھری احمد یوسف اُن دیگر اہم انکشاف انگیز معلومات سمیت قادیانی متوازی عدالتوں کے بارے میں اہم خبریں رانا ابرار شہید کے ذریعے میڈیا تک پہنچا رہا تھا۔ جس سے قادیانیوں کے قصر خلافت میں بھونچال آیا ہوا تھا۔ جب رانا ابرار شہید کو راستے سے ہٹا دیا گیا تو پھر احمد یوسف کو بھی 4 اور 5/اکتوبر 2011 کی درمیانی رات کو قادیانیوں نے ٹھکانے لگا دیا۔ احمد یوسف نے زندگی میں ہی قادیانی جماعت کے ذمہ داران کو اپنا قاتل نامزد کر دیا تھا جو کہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ چودھری احمد یوسف کی بیٹی نجمہ نے ایک ویب سائٹ ''احمدی آرگ'' پر اپنے انٹرویو میں احمد یوسف کے قتل کا ذمہ دار قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین اور میجر سعدی قادیانی کو قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے والد کے قتل کو چھپانے کی خاطر واردات کے بارے میں پولیس کو معلومات فراہم کرنے والے ماسٹر عبدالقدوس (قادیانی) کو بھی مار دیا گیا ہے۔ اسی طرح 20/اکتوبر 2011ء کو ضلع گجرات کے قصبہ گولیکی میں مسلح قادیانیوں نے تحریک ختم نبوت کے ایک متحرک کارکن ماسٹر سرفراز احمد سندھو کو شہید کیا۔ ایسی ہی دہشت گردانہ کارروائیاں قادیانی کھلم کھلا کر رہے ہیں اور الزامات مسلمانوں کے سر پر منڈھ رہے ہیں۔ دراصل جب تک ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتیں مسلمانوں کے حقوق کی پامالی اور قادیانیوں کی دہشت گردانہ کارروائیوں کی سالانہ رپورٹ مرتب کر کے پاکستانی اور بین الاقوامی پریس کو جاری کرنے کا اہتمام نہیں کرتیں، کبھی حقائق منظر عام پر نہ آ سکیں گے اور قادیانیوں کے یک طرفہ اور جانبدارانہ پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر عالمی سطح پر پاکستان میں نام نہاد انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر مبنی رپورٹیں شائع ہوتی رہیں گی اور پاکستان کا امیج دنیا میں دھندلایا جاتا رہے گا۔

❁❁❁